

مسجد میں بچوں کی آمد اور ان کی صفت بندی

حافظ حسین ازہر*

حافظ حسن مدینی**

حافظ حمزہ مدینی***

مسجد میں آئے روز یہ مسئلہ پیش آتا رہتا ہے کہ کیا بچوں کو مسجد میں لا جائے سکتا ہے، یا نہیں۔ یہ بچے مسجد میں آکر شور کرتے اور نمازوں کے خشوع و خضوع میں کمی کا باعث بنتے ہیں، نیز ان بچوں کے ذریعے صفت بندی بھی متاثر ہوتی ہے جو نماز کا اہم رکن ہے۔ شریعتِ اسلامیہ اس سلسلے میں ہمیں کیا رہنمائی دیتی ہے اور بچوں کو مسجد میں لانے کے آداب و ضوابط کیا ہیں؟

اس سلسلے میں پہلے مساجد میں سکون و اطمینان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی ہدایت بیان کی جاتی ہیں، پھر بچوں کو مسجد میں لانے کے حوالے سے احادیث بیان کی جائیں گی۔ اس کے بعد ان احادیث کی روشنی میں دیگر سوالات کی وضاحت کی جائے گی۔

ایک مسلمان کا دین کے بارے میں رویہ یہ ہونا چاہیے کہ جب اسے کسی معاملے میں قرآن کریم کی کوئی آیت یا نبی مکرم ﷺ کی مستند حدیث مل جائے تو اپنے ذاتی رویے اور روحان کو چھوڑ کر اس کی اتباع کرے کیونکہ قرآن کریم اور منصب و رسانی کا یہی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے قول و فعل میں ہمارے لیے اُسوہ حسنة رکھا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (۱)

”فِي الْحَقِيقَةِ تَهَادَى لِيَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلَّهِ بَرَّهُ) ذَاتَ) مِنْهَا يَتَهَادَى حَسِينُ نَمُوذَرَةِ (حَيَاةِ) ہے۔“

اور ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جو بھی رسول تمہیں رہنمائی دیں، اس کی اتباع کرو اور جس سے منع کر دیں، اس سے رک جاؤ۔ ﴿وَمَا أَنْتُمْ لِرَسُولِ اللَّهِ فَخُدُودُهُ وَمَا نَهَّمُكُمْ عَنْهُ فَأَنْتُمْ هُوَ﴾ (۲)

”اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سوائے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو (اس سے) رُک جایا کرو۔“

نبی کریم ﷺ کا احکام نماز کے بارے میں مشہور حکم ہے کہ

”وَصَلُوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلِي“ (۳)

”جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو، تم بھی اسی طرح نماز پڑھو۔“

* اسٹٹٹ پروفیسر، شعبہ سماجی علوم، یونیورسٹی آف بیرونیزی ایمڈنیمیل سائز، لاہور، پاکستان

** اسٹٹٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

*** اسٹٹٹ پروفیسر، لاہور انٹریٹ ٹاؤن فارس و شل سائز، لاہور، پاکستان

امام دارالاہجۃ، مالک بن انس ؑ کے بارے میں آتا ہے کہ

”ان سے وضو کے دوران پاؤں کی انگلیوں کے خلاں کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: کوئی ضرورت نہیں۔

لوگوں سے یہ سن کر یہ کام کم کر دیا۔ انہیں ابن دہب نے کہا: امام صاحب! مجھے اس بارے میں ایک حدیث کا علم ہے۔ پوچھنے لگے: وہ کیا؟ میں نے کہا کہ مستور بن شداد قریشی سے باسندر مردی ہے کہ «رأيُ رسول الله يدلُّك بِخِنْصَرِهِ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلِيهِ»، فقال: إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حَسْنٌ، وَمَا سَمِعْتُ بِهِ قُطْطًا إِلَّا السَّاعَةُ الْيَتِيمَ مَنْ نَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَافِرَهُ مِنْ جَهْنَمَ سَمِعَتْ بِهِ دِيْكَحًا۔ تو امام مالک کہنے لگے:

یہ حدیث تو معتمد ہے، میں نے اس سے پہلے یہ حدیث کبھی نہیں سنی۔ پھر اس کے بعد جب بھی ان سے یہ سوال پوچھا جاتا تو پاؤں کی انگلیوں میں خلاں کا حکم دیا کرتے۔“ (۲)

مسجد میں گفتگو اور شور شرابے کی ممانعت:

① سیدنا ابوسعید خدری رض سے مردی ہے کہ

”اعتكف رسول الله ﷺ فی المسجد فسمعهم یجھرون بالقرآن، فكشف الستر وقال: «ألا إن كلكم مُناجِرِ رَبِّهِ، فَلَا يَؤْذِنَّ بِعِضَكُمْ بعضاً، وَلَا يَرْفَعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي القراءةِ» أو قال: «في الصلاة» (۵)

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو آپ نے لوگوں کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے دیکھا تو آپ نے پرده ہٹایا اور فرمایا: خبردار! تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔ اس لیے تم میں سے کوئی شخص دوسرا سے کی اللہ سے سرگوشی میں اذیت کا باعث نہ بنے اور قرآن کریم کی تلاوت یا دوران نماز تلاوت میں دوسرا سے اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔“

② سیدنا سائب بن زید رض سے مردی ہے کہ مسجد کے آداب کے بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رض کا روایہ یہ تھا: ”كنت قائماً في المسجد ف Hutchinsonي رجل، فنظرتُ فإذا عمر بن الخطاب، فقال: اذهب فأتني بهذين، فجئتہ بهما، فقال: من أنتما؟ أو من أين أنتما؟ قالا: من أهل الطائف، قال: "لو كتبا من أهل البلد لا وجعتكلما، ترفعان أصواتكما في مسجد رسول الله" (۶)

”میں مسجد میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے مجھے ٹھوکا لگایا، میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رض تھے۔ آپ بولے: جاؤ، ان دونوں کو لے کر آؤ۔ میں انہیں آپ کے سامنے لے آیا۔ تو سیدنا عمر نے پوچھا: تم دونوں کہاں سے آئے ہو، یا تم دونوں کوں ہو۔ وہ بولے: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ رض نے کہا: اگر تم اس علاقہ (مینہ) کے رہنے والے ہو تو میں تم دونوں کو سزا دیتا، تم اللہ کے رسول کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔“ ذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے بارے میں اصولی حکم یہی ہے کہ وہاں خاموشی اختیار کی جائے اور

گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔ مسجدِ اللہ کی عبادت کے لیے ہیں، اور جو مسجد کے اس مقصد میں خلل ڈالتا ہے، وہ ہدایت فاروقی کے مطابق قابل تنبیہ اور بعض غنیمین حالات میں قابل سزا بھی ہے۔

بچوں کو مسجد میں لانے کے بارے میں احادیث نبویہ:

① سیدنا ابو قاتاہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ

"بَيْنَا نَحْنُ حُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ يَحْمُلُ أُمَّةً بِنْتَ أُبَيِ الْعَاصِي بْنَ الرَّبِيعَ وَأُمَّهَا زَيْنَبَ بْنَتْ رَسُولِ اللَّهِ وَهِيَ صَبِيَّةٌ. يَحْمِلُهَا فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ، وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ هَرَبًا." (۷)

"ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے [ابن نواسی] امامہ بنت ابو العاص بن ربعہ جو سیدہ زینب کی بیٹی ہیں، کو اٹھایا ہوا تھا اور وہ ابھی بچی تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اٹھائے اٹھائے نماز پڑھی کہ وہ آپ کے کندھے پر سوار تھیں۔ جب آپ رکوع کرتے تو اس کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو دوبارہ اس کو کندھے پر بٹھا لیتے۔ حتیٰ کہ اسی کیفیت میں آپ نے پوری نماز مکمل فرمائی۔"

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے: "إِدْخَال الصَّبِيَّانِ الْمَسَاجِدِ" کہ "بچوں کو مسجد میں لانے کا بیان"۔ اور صحیح مسلم میں اسی حدیث کو روایت کر کے اس پر باب جواز حمل الصَّبِيَّانِ فی الصَّلَاةِ کہ "بچوں کو نماز میں اٹھانا جائز ہے" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ بلکہ صحیح مسلم میں ایسی ہی ایک اور حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ امام بھی ایسا کر سکتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ اسوہ حسنہ ہے، آگے حدیث نمبر ۲۵ اور ۶ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی یہی آرہا ہے۔ ابو قاتاہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ملاحظہ کریں:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يُصْلِي لِلنَّاسِ وَأُمَّةً بِنْتَ أُبَيِ الْعَاصِي عَلَى عُنْقِهِ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا" (۸)

"میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو امامت کرا رہے تھے اور [آپ کی نواسی] امامہ بنت ابو العاص آپ کی گروں پر سوار تھیں۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"وَعَلَى حَوَازِ إِدْخَالِ الصَّبِيَّانِ فِي الْمَسَاجِدِ"

"اس حدیث سے بچوں کو مسجد میں لانے کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے۔" (۹)

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَقُولُ بِالسُّورَةِ الْحَقِيقَةِ أَوْ بِالسُّورَةِ الْفَصِيرَةِ" (۱۰)

"جب نبی ﷺ مال کے ساتھ موجود بچے کے رونے کی آواز سننے اور آپ نماز پڑھا رہے ہوتے تھے تو آپ نماز

کو بلکی یا چھوٹی سورت کے ذریعے مختصر کر دیا کرتے۔“

اس حدیث مبارکہ میں بُكَاء الصَّبِيٍّ مَعَ أُمِّهِ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پچے والدہ کے ساتھ مسجد میں موجود ہوتے تھے۔ جیسا کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”فَإِنْ ظَاهِرٌ -بَلْ هُوَ نَصْ عَلَىٰ- أَنَّ الصَّبِيَّ كَانَ يَكُونُ مَعَ أُمَّهٖ فِي الْمَسْجَدِ“ (۱۱)

”اس حدیث کے ظاہری الفاظ اس بات پر نص ہیں کہ مسجد میں اپنی ماں کے ساتھ بچہ بھی موجود ہوتا تھا۔“

(۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرودی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِنِّي لَا دُخُولُ الصَّلَاةَ أَرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأُحَقِّفُ مِنْ شَدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ“ (۱۲)

”میں نماز پڑھارہ ہوتا ہوں، میں نماز لمبی کرنا چاہتا ہوں کہ بچے کے رونے کی آواز کا ان میں پڑتی ہے تو مام پر ایسا گراں گزرنے کی بنا پر میں نماز کو ہلاک کر دیتا ہوں۔“

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار میں کہتے ہیں کہ

”فِيهِ جَوَازُ إِدْخَالِ الصَّبِيَّانَ الْمُسَاجِدَ“ (۱۳)

”اس حدیث سے بھی بچوں کو مسجد میں داخل ہونے کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔“

بیہاں پر یہ بات قبل غور ہے کہ اس طرح مسجد میں بچوں کے آنے سے نمازوں کے خشوع و خضوع میں کی واقع ہو گی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو نبی کریم اس سنت کو جاری کرنے کے بجائے اس سے منع فرمادیتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قیصیں کو تبدیل کرنے کی ہدایت فرمائی تھی جس نے آپ کو نماز سے مشغول کر دیا تھا۔ (۱۴)

گویا بچوں کا یہ مشغول کرنا ان احادیث نبویہ کے حوالے سے دیگر مصالح کی بنا پر نہ صرف گوارا ہے، بلکہ سنت نبویہ ہونے کی بنا پر پسندیدہ بھی ہے۔

(۳) عبد اللہ بن بریدہ اپنے والدبریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحَسِينُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثِرُانِ فِيهِمَا فَتَرَالِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَ كَلَامَهُ فَحَمَلَهُمَا ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ ﷺ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فَتَنَّهَى ﴿١﴾ رَأَيْتُ هَذِينَ يَعْثِرُانِ فِي قَمِيصِيهِمَا فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ كَلَامِي فَحَمَلْتُهُمَا.“ (۱۵)

”نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما [مسجد میں] آن پہنچے اور دونوں نے سرخ قیصیں پہنی ہوئی تھیں، ان میں وہ لڑکھڑا رہے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے، گفتگو کو ختم کیا اور دونوں کو اٹھایا، اور منبر پر لوٹ گئے اور کہنے لگے: اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے ماں اور اولاد آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ اپنی قیصیں میں گھست رہے ہیں تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا حتیٰ کہ میں نے گفتگو منقطع کی اور ان دونوں کو اٹھایا۔“

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے اولاد اور مال کے فتنہ ہونے کی نشاندہی تو کی لیکن آپ کا عمل اور اُسوہ حسنہ یہ ہے کہ آپ نے اس خطبہ جمعہ کو منقطع کر کے، منبر سے نیچے اتر کر دونوں بچوں کو اٹھایا۔ جس خطبہ

جمع کے بارے میں آپ کی یہ بدایت موجود ہے کہ جو شخص جمع کے دوران و سرے کو خاموش رہنے کا کہے تو وہ لغوبات کرتا ہے، لیکن آپ نے نہ صرف گفتگو کو منقطع کیا بلکہ سب سما میں کی توجہ کو بھی متاثر کیا۔ اس خلق نبوی اور پھول کے لیے پیار و محبت سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے اس سلسلے میں عملی نہیں وہی ہے جو آپ نے اختیار فرمایا، نہ کہ اولاد کے فتنہ ہونے اور خطبہ جمعہ میں گفتگو نہ کرنے کا۔ اسلام سراسر دینِ رحمت اور فطرت ہے، پھول کے لیے بھی !!

(۵) سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يُصَلِّيْ فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ عَلَىٰ ظَهِيرَهِ وَعَلَىٰ عُفَّهِ فَيَرْفَعُ رَسُولُ اللَّهِ رَفِيقًا لِثَلَاثَ يُصَرَّعَ، قَالَ: فَعَلَ ذَلِكَ عَيْرَ مَرَّةً فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ صَبَعَتْ بِالْحَسَنِ شَيْئًا مَا رَأَيْنَاكَ صَبَعَةً قَالَ: إِنَّهُ رَمِحَاتِي مِنَ الدُّنْيَا وَإِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَعَسَى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتَنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" (۱۶)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پیٹھے اور گردان پر سوار ہو جاتے اور نبی کریم ان کو شفقت سے اٹھا لیتے تاکہ وہ گرنے پڑیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کام ایک سے زیادہ بار کیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو وہ کرتے دیکھا جو آپ نے اس سے قبل نہیں کیا۔ تو آپ گویا ہوئے: یہ میرا دنیا کا پھول ہے اور میرا یہ بیٹا سردار ہے، عنقریب اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔"

ایسا ہی واقعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مردی ہے جس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا بھی تذکرہ ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر ان کو سوار کراتے، نماز کے بعد دونوں کو اپنی ران پر بٹھایا، اسی اثنامیں بھلی چکنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں پھول سے بولے: جاؤ ماں کے پاس چلے جاؤ۔ (۱۷)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث صحیح بخاری میں ان الفاظ سے مردی ہے:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً، وَيَقُولُ: ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتَنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" (۱۸)

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سماعت کیا، اس طرح کہ آپ منبر پر تھے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں۔ ایک نظر آپ لوگوں کو دیکھتے اور ایک نظر حسن کی طرف ڈالتے۔ اور فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے، عنقریب اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔"

(۶) سیدنا عبد اللہ بن شداد اینے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

"خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اِحْدَى صَلَاتَهُنَّا فِي الْعَشَاءِ وَهُوَ حَاجَمٌ، حَسَنًا اُو حُسِنَّا فَنَقَدَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَصَعَهُ ثُمَّ كَرَّ لِلصَّلَاةِ فَصَلَّى، فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهَرِهِ اُوْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً اَطْلَاهَا قَالَ اُوْ: فَرَفَعَتْ رَأْسِهِ، وَإِذَا الصَّهْرُ اُعْلَمَ، ظَهَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَجَعَلَتْ إِلَيْهِ سُجُودِيْ فَلَمَّا قَضَهُ، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهَرِهِ اُوْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً اَطْلَاهَا حَتَّى ظَنَنَّا اَنَّهُ قَدْ حَدَثَ اُمْرًا اُوْ اَنَّهُ يُوحَى إِلَيْكَ قَالَ: كُلُّ ذَلِكَ مَ

یکنْ وَلَكِنَّ ابْنِي إِرْحَمَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أَعْجَلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ" (۱۹)

"ایک بار نبی کریم ﷺ مغرب وعشائی نمازوں میں سے ایک نماز پڑھانے ہمیں آئے اور آپ نے حسن یا حسین کو اٹھایا ہوا تھا۔ آپ آگے بڑھے اور ان کو زمین پر بٹھا دیا۔ پھر آپ نے نماز کے لیے اللہ اکبر کہا اور نماز پڑھائی۔ نماز کے دوران آپ نے ایک سجدہ بہت لمبا کر دیا۔ میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بچہ نبی کریم کی پیٹھ پر سوار تھا اور آپ سجدے کی کیفیت میں ہی تھے۔ سو میں بھی اپنے سجدوں میں واپس چلا گیا۔ نماز کے اختتام پر آپ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آپ نے دوران نماز ایک سجدہ غیر معمولی طور پر لمبا کر دیا تھا، ہمیں مگر ہوا کہ کوئی نئی بات ہو گئی یا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ نبی مشقق ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا کچھ بھی تو نہیں ہوا، لیکن میرا یہ بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تو مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اس کو جلدی میں ڈالوں، حتیٰ کہ یہ لپنی خواہش کو پورا کر لے۔"

④ اُمُّ الْمُوْمِنِينَ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروری ہے:

"أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ بَلِيلَةً بِالْعُشَاءِ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ. فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَانُ. فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمُسْجِدِ: مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ" (۲۰)

"ایک رات نبی کریم ﷺ نے عشائی نماز کو موخر کر دیا، اور یہ اسلام کے پھیل جانے سے پہلے کی بات ہے۔ حتیٰ کہ سیدنا عمر بولے کہ [مسجد میں موجود] عورتیں اور بچے [انتظار کرتے] سو گئے ہیں۔ سو آپ نکلے اور مسجد والوں سے بولے: روئے زمین میں تمہارے علاوہ کوئی اس [نماز] کا انتظار نہیں کر رہا۔"

حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

"بَوْبَ الْبَخَارِي عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ بِقَوْلِهِ: 'بَابُ وَضْوَءِ الصَّبِيَانِ إِلَى قَوْلِهِ: وَحَضُورُهُمُ الْجَمَاعَةُ وَالْعَيْدِينَ وَالْجَنَائزَ وَصَفْوَهُمْ'، وَهَذَا يَدْلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْبَخَارِيَ فَهُمْ أَنَّ هُؤُلَاءِ الصَّبِيَانَ كَانُوا حَضُورًا فِي الْمَسْجِدِ، وَهَذَا هُوَ الظَّاهِرُ. خَلَافًا لِمَنْ قَالَ: إِنَّ الْمَرَادَ: نَامُوا فِي الْبَيْوَتِ؛ لِأَنَّ عَمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - نَبَهَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنَّهُمْ نَامُوا، وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ النَّوْمُ فِي الْبَيْوَتِ لَكَانَ طَبِيعِيًّا وَلَا حَاجَةً لِلتَّنبِيهِ إِلَيْهِ" (۲۱)

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے کہ "پچوں کا وضو کرنا، باجماعت نماز، عیدین، جنائز اور ان کی صفوں میں آنا" ... اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام بخاری یہ سمجھتے ہیں کہ بچے مسجد میں تھے، جیسا کہ یہی ظاہر ہے۔ برخلاف اس شخص کی رائے کے، جو سمجھتا ہے کہ بچے گھروں میں سو گئے ہیں کیونکہ سیدنا عمر نے نبی کریم کو بتایا کہ بچے سو گئے ہیں۔ اگر پچوں کا سونا ان کے گھروں میں تھا تو یہ معمول کی بات ہوئی، اس کو بتانے کی کیا ضرورت؟" آپ مزید لکھتے ہیں:

"عورتوں، پچوں کے سونے سے مراد وہ عورتیں، بچے ہیں جو مسجد میں موجود تھے۔" (۲۲)

امام نووی کہتے ہیں کہ وہ بچے عورتیں مراد ہیں جو مسجد میں نماز کا انتظار کر رہے تھے۔

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

"وفی هذه الأحاديث جواز إدخال الصبيان المساجد ولو كانوا صغاراً يتعثرون في سيرهم حتى ولو كان من المحتمل الصياغ لأن النبي صلى الله عليه وسلم أقر ذلك ولم ينكره بل شرع للأئمة تخفيف القراءة لصياغ صبي خشية أن يشق على أهله" "ذکورہ بالاحادیث میں بچوں کے مسجد میں آنے کے جواز کا پتہ چلتا ہے، اگرچہ وہ اتنے چھوٹے کیوں نہ ہوں کہ چلنے میں وقت محسوس کریں یا ان کے رونے چلانے کا بھی امکان ہو کیونکہ بنی کریم علیہ السلام کے طرز عمل سے اسی کا پتہ چلتا ہے اور آپ نے اس کو بر انہیں جانا بلکہ انہم نماز کو رہنمائی کی کہ اہل خانہ کی مشقت کے باعث، بچے کے رونے پر نماز کو مختصر کر دیا جائے۔" (۲۳)

نومولود بچے کے کان میں اذان کہنا بھی اسی قبیل سے ہے، جیسا کہ حافظ ابن قیم ارشاد فرماتے ہیں:

"وَسِر التَّأْذِينُ -وَاللَّهُ أَعْلَمُ- أَنْ يَكُونَ أَوْلَى مَا يَقْرَعُ سَمْعَ الْإِنْسَانِ كَلِمَاتَ الْمُتَظَمَّةِ لِكُبْرَاهُ الْرَّبُّ وَعَظَمَتْهُ وَالْشَّهَادَةُ أَوْلَى مَا يَدْخُلُ بَهَا فِي الْإِسْلَامِ فَكَانَ ذَلِكَ كَالتَّلْقِينَ لَهُ بِشَعَائِرِ الْإِسْلَامِ عِنْدَ دُخُولِهِ إِلَى الدُّنْيَا كَمَا يَلْقَنُ كَلِمَةَ التَّوْحِيدِ عِنْدَ خُروْجِهِ مِنْهَا"

اذان کہنے کے پیچھے راز یہ ہے... واللہ اعلم... کہ انسان کی ساعت سے سب سے پہلے جو منظم کلمات کلکرائیں وہ رہب ذو الجلال کی کبریائی، اس کی عظمت اور اس شہادت پر مشتمل ہوں جس سے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ دنیا میں داخلہ کے ساتھ ہی انسان کو شعائر اسلام کی تلقین کی جاتی ہے، جیسے کہ دنیا سے جاتے ہوئے اسے کلمہ توحید کی تلقین ہوتی ہے۔" (۲۴)

جدید علم نفیات بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ بچہ ماں کی گود میں جو دیکھتا اور سنتا ہے، اس کا وہ اثر محسوس کرتا ہے اور اسی سے اپنی شخصیت کی تشکیل کرتا ہے۔

امی احادیث جن میں بچوں کو مسجد میں لانے کی ممانعت ہے!

① سنن ابن ماجہ میں سیدنا واثلہ بن اسقح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلْمَيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ يَقْظَانَ، عَنْ أَوْسَعَيْدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَائِلَةٍ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسالم قَالَ: جَنِيْوَا مَسَاجِدَكُمْ صَسِيَّانِكُمْ وَمَجَانِسِكُمْ وَشَاءَ أَئُكُمْ وَبَيْعُكُمْ وَخُصُوصُ مَاتِنُكُمْ هَذِهِ أَصْوَاتُكُمْ وَإِقَامَةُ حُدُودِكُمْ وَسَلَلُ سُيُوفِكُمْ وَإِخْنَادُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمُطَاهِرَ وَجَرُوهَا فِي الْجَمْعِ" (۲۵)

"اپنی مساجد کو بچاؤ: اپنے بچوں، دیوانوں، خرید و فروخت، جگڑوں اور آوازیں بلند کرنے سے۔ اور حدود کو قائم کرنے، تواریں سونتے سے اور اس کے دروازوں پر پاک کرنے والے یعنی وضو اور طہارت خانے بناؤ اور جمیع میں اس کو خوب شو بولگاؤ۔"

یہ روایت معتبر و مستند ہونے کی بنا پر ناقابل قبول ہے، ذکورہ بالا کشیر و مسلسل اور مستند احادیث اس کے خلاف ہیں۔ پھر یہ حدیث سند کے اعتبار سے بھی ناقابل اعتبار ہے، چنانچہ علامہ حوینی کہتے ہیں کہ حدیث «جَنِيْوَا مَسَاجِدَكُمْ

صَسَانَكُمْ» جسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، عمر بن شہبہ نے اخبار المدینۃ، طبرانی نے المجمع الکبیر (۲۶) اور منند شامیین (۲۷) میں بیان کیا ہے، منکر (۲۸) ہے۔

سنن ابن ماجہ کی احادیث بر حکم لگاتے ہوئے شیخ البانی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ابن الجوزی نے اس کو «اہم اسٹار کیا ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے 'الدرارہ فی تخریج احادیث الہدایہ' میں کہا کہ اس کے متعدد طرق و اسانید ہیں، تاہم سب ہی وابہیہ ہیں۔ عبد الحق نے کہا: اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔» (۲۹)

شیخ محمد فواد عبد الباقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا کہ اس میں حارث بن نہیان ضعیف ہے، اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ (۳۰) امام بخاری نے اسے منکر المحدث، اور امام نسائی اور ابو حاتم نے متروک قرار دیا ہے۔ (۳۱)

حافظ ابن کثیر (۳۲) اور علامہ ابو العباس احمد بن ابو بکر بوحیری نے بھی اسے ضعیف (۳۳) کہا ہے۔

اس کی سند میں کئی ایک کمزوریاں پائی جاتی ہیں، مثلاً:

اس کا روایی حارث بن نہیان بقول امام بخاری انتہائی ضعیف ہے، عقبہ بن یظان کو امام نسائی نے غیر ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو سعید محمد بن سعید شامی کو زنداقی ہونے کی بنا پر بچانی چڑھایا گیا تھا، امام احمد کہتے ہیں کہ وہ جان بوجھ کر حدیث شیش گھڑا کرتا تھا اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اسے وضع حدیث کا مجرم بتایا ہے۔ امام نسائی اور ابن نمير نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

روواۃ کی خامیوں کے علاوہ اس حدیث کی سند منقطع بھی ہے کیونکہ مکحول شامی کے واٹلہ بن اسقع سے سماں میں اختلاف ہے۔ اس حدیث کی ایک اور سند مصنف ابن ابی شیبہ (۳۴) میں یحییٰ بن حزہ کے طریق سے ملتی ہے جو مرسل ہے۔ اس حدیث کے بعض شواہد بھی ملتے ہیں لیکن تمام ساقط الاعتبار ہیں جن میں سے ایک عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مندرجہ میں، دوسرا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مصنف عبد الرزاق (۳۵) میں ذکر ہوئے ہیں۔

(۲) حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں یہ روایت بیان کی کہ:

"قد کانَ عَمَّ دَعَا الخطاب ، ضَرِبَهُ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا ، أَأَهَى ، صَسَانًا بِلَعْمِهِ نَفَرَ ، المسْحَدُ ضَرِبَهُ

بِالْمَحْفَفَةِ - وَهِيَ الْدَرَةُ - وَكَانَ يَفْتَشُ الْمَسْجِدَ بَعْدَ العَشَاءِ فَلَا يَرْتَكُ فِيهَا أَحَدًا." (۳۶)

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بچوں کو مسجد میں کھیلتے دیکھتے تو ان کو درے سے مار کرتے۔ اور نماز عشا کے بعد

مسجد کا جائزہ لیتے اور اس میں کسی کو رہنے نہ دیتے۔"

شیخ البانی نے اپنی کتاب الشمر المستطاب (۳۷) میں اس روایت کو ذکر کیا ہے اور اس پر کوئی حکم نہیں لگایا۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں کا مسجد میں کھیلنا کو ناجائز نہیں، تاہم اگر بچے مسجد میں بڑوں کے ساتھ نماز کے لیے آئیں، گو کہ انہیں نماز کا شعور نہ ہو تو وہ علیحدہ بات ہے۔ بچوں کا مسجد کو کھیل کی جگہ بنالینے پر یہی حکم لا گو ہو گا، چنانچہ ان کے والدین اور ذمہ داروں کو چاہیے کہ ان کی نگرانی کریں اور ان کے ساتھ رہیں۔

(۳) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ احادیث ان بچوں کے بارے میں ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ جب نماز پڑھنے کی کم از کم عمر ہی سات برس ہے، تو اس سے کم عمر بچوں کے مساجد میں آنے کا لیکن بنتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مُرُوا أَبْنَاءَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنُهُمْ فِي

المُضَارِعُوْدَه ... " (٣٨)

"اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم واجب وہ سات سال کے ہو جائیں۔ اور انہیں [نماز ترک کرنے پر] مار واجب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر علیحدہ کر دو۔"

لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ حدیث نمبر ۲ میں مذکور الفاظ: بُكاء الصبي مع أمه (مال کے ساتھ آئے پچھا رونا) اور حدیث نمبر ۳ میں سیدنا حسین و حسن رضی اللہ عنہما کے بارے میں یعنی ان (وہ گھست رہے تھے)، حدیث نمبر ۱ میں علی عاتقه اور عنقه (کندھے اور گردن پر)، حدیث نمبر ۵ میں لٹلا یصرع (تاکہ وہ رونہ پڑیں) اور حدیث نمبر ۶ میں سجدے میں پیٹھ پر سوار ہو جانا وغیرہ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ احادیث سات سال سے پہلوی عمر کے بچوں کے مسجد میں آنے کے بارے میں ہیں۔ اس لیے سات سال کے عمر والے بچے کو اجازت دینے کے تکف کی ضرورت نہیں۔

فقہاء کرام کی آراء:

مالكیہ، شافعیہ، حنبلہ کے مطابق جو بچے سن شعور کو نہ پہنچا ہو، اُس کو مسجد میں آنے سے روکنا جائز نہیں (۳۹)۔ جبکہ بعض فقہاء ایسے بچوں کی آمد پر یہ شرط عائد کی ہے کہ وہ شرارتوں سے گریز کریں، اور اگر انہیں روکا جائے تو رک جائیں۔ (۴۰) لیکن دوسرے فقہاء کے نزدیک یہ شرط غیر ضروری ہے حتیٰ کہ ایسے بچے جو خود چل بھی نہ سکتے ہوں، تو ان کا بھی مسجد میں آنا جائز ہے، جیسا کہ امام نسائی کے عنوان اور احادیث مندرجہ بالاسے معلوم ہوتا ہے۔ یہی موقف امام نسائی، بدر الدین عینی (۴۱)، ابن رجب (۴۲)، امام نووی (۴۳)، حافظ ابن حجر (۴۴)، امام شوکانی (۴۵) اور علامہ ناصر الدین البانی (۴۶) حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ کا ہے۔

امام نووی حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ کہتے ہیں کہ

"يَجُوزُ إِدْخَالُ الصَّبَّيِّ الْمُسْجِدَ وَإِنْ كَانَ الْأَوْلَى تَنْزِيهُ الْمُسْجِدِ عَمَّنْ لَا يُؤْمِنُ مِنْهُ تَنْجِيْسُهُ" (۴۷)
"پچے کو مسجد میں لانا جائز ہے، اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ مساجد کو ان بچوں سے پاک رکھا جائے جن سے نجاست کا امکان ہو۔"

سعودی مفتی شیخ عبد اللہ بن صالح الغوزان حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ کہتے ہیں:

"أن ثياب الأطفال وأبدانهم ظاهرة ما لم تعلم نجاستها، وعليه فلا يجوز منعهم من المساجد مجرد احتمال تنليسهم لها. ومن الأدلة أيضاً ما ورد عن عائشة رضي الله عنها قالت: «أعمت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في العشاء حتى ناداه عمر: قد» الحديث

وأما منع الصبيان من دخول المساجد بحججة التشويش على المصلين بما يحدث منهم من بكاء أو صرخ أو لعب، فهذا مردود؛ لأن الصبي إن كان مميزاًً أمكن تأدیبه وتعليمه السلوك الطيب والأخلاق الحميدة، لا سيما في بيوت الله. فيتعلم الإنصات، وحسن الاستماع، والهدوء؛ لأن ما يسمع من هؤلاء المميزين من الألفاظ السيئة." (۴۸)

"بچوں کے کپڑے اور ان کے بدن اس وقت تک پاک ہی شار ہوں گے، جب تک نجاست کا علم نہ ہو جائے۔ سو مجرد احتمال نجاست کی بنابر ان کو مساجد میں آنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ اس کے دلائل میں وہ حدیث ہے جو

سیدہ عائشہ سے عشاکی نماز میں نام النساء والصبيان کے الفاظ میں مردی ہے۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بچوں کو مسجد میں اس بنابر آنے سے روکنا کہ نمازوں کو ان کے رونے، چیزوں اور کھلیل سے تنویش ہوگی، تو یہ ناقابل قول ہے۔ کیونکہ بچہ اگر صاحب تمیز ہے تو اسے ادب، اتحجھے رویے، اور اخلاق حمیدہ مساجد میں سکھائے جاسکتے ہیں۔ وہ بچہ دہان سکون و خاموشی، توجہ سے سenna، خاموشی سے میٹھنا وغیرہ سکھے۔“

بچوں کی صفتی کے مسائل:

بچوں کا مساجد میں آنا تو مذکورہ بلا احادیث سے واضح ہو گیا۔ بچوں کے ذریعے صفتی کرنا بھی مشروع اور ثابت شدہ ہے، پناہنچہ نامور سعودی عالم شیخ صالح فوزان لکھتے ہیں:

"وتجوز مصافة الصبيان، وذلك بأن يقف معه رجل بالغ في صفت واحد، أو يصلي بالغ بعد من الصبيان، فيكونون صفتاً - وهذا على الأرجح من قول أهل العلم، وهو قول الجمهور - لورود أدلة صحيحة صريحة تفيد ذلك." (۳۶)

"بچوں کے ساتھ صفتی جائز ہے اور وہ یوں کہ کسی بچے کے ساتھ بالغ شخص ایک صفت بنائے، یا کوئی بالغ شخص کئی بچوں کے ساتھ صفتی کرے۔ جمہور اہل علم کا موقف یہی ہے، کیونکہ اس بارے میں صحیح و صریح دلائل سے یہی علم ہوتا ہے۔"

ان احادیث میں سے ایک سیدنا انس بن مالک رض سے مردی ہے کہ

"أَنْ جَدَتِهِ مَلِيْكَةٌ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - دَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامِ صِنْعَتِهِ، فَأَكَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: قَوْمُوا فَلَأْصِلَّ بِكُمْ ، فَقَمَتْ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لَبَثَ فَنَضَحَتْهُ بِيَاءً، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَتَيمُ مَعِي، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ" (۵۰)

"میری دادی ملکہ نے نبی کریم کو کھانے کی دعوت پر بلا�ا۔ آپ نے کھانا نوش فرمایا پھر کہنے لگے کہ اٹھو، میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔ میں ایک چٹائی پر کھڑا ہو گیا، جو لمبی مدت کی وجہ سے سیاہ پڑھکی تھی، میں نے اس پر پانی چھڑکا، پھر نبی کریم اس پر کھڑے ہو گئے، اور یتیم بچہ میرے ساتھ تھا، بوڑھی عورت ہمارے پیچے تھی، تو آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں دور کعتین پڑھائیں۔"

اس حدیث سے بالغ شخص کی بچے کے ساتھ صفتی کا جواز پتہ چلتا ہے، کیونکہ یتیم نے سیدنا انس رض کے ساتھ نبی کریم صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پیچے صفت بنائی تھی، اور یتیم اسے کہتے ہیں جس کا والد فوت ہو چکا ہوا اور وہ ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

بچوں کو صفت سے پیچھے کرنا؟

بعض لوگ بچوں کے مساجد میں آجائے کے بعد، ان کو یا تو پہلی صفت میں کھڑا نہیں ہونے دیتے، اگر وہ کھڑے ہوں تو ان کو کھینچ کر پچھلی صفت میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ اپنے تیس وہ اسے صفتی کا تقاضا اور نمازوں کے اطمینان کے لیے ضروری سمجھتے ہیں، لیکن ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ نبی صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

① "من سبق إلٰيْ مَا لَمْ يُسْبِقْ إِلٰيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ" (٥١)

"جو سبق کرے ایسے معاملے میں، جس میں دوسرے مسلمان نے سبقت نہیں کی تو وہی اس کا حق دار ہے۔"

② "لَا يَقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعِدِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ" (٥٢)

"کسی شخص کو جائز نہیں کہ وہ دوسرے شخص کو اس کی نشست سے اٹھا کر اس کی خود جگہ بیٹھ جائے۔"

امام نووی عَزَّلَهُ، اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"هذا النهي للتحريم. فمن سبق إلى موضع مباح في المسجد وغيره يوم الجمعة أو غيره لصلوة أو غيرها فهو أحق به ويحرم على غيره إقامته لهذا الحديث" (٥٣)

"یہ ممانعت حرمت پر محمول ہے۔ کیونکہ جو شخص جمعہ وغیرہ کے دن نماز جمعہ وغیرہ کے لیے کسی بھی مقام پر پہلے آگیا تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے اور دوسرے مسلمان کے لیے اس کی جگہ نماز پڑھنا حرام ہے، اس حدیث کی بنابر۔"

③ سیدنا ابو قلابہ کی لمبی حدیث سے بھی اس پر استدلال کیا گیا ہے جس میں انہوں نے کم عمری کے باوجود نماز کی امامت کرائی تھی:

"... فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤْمَكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنْ الرُّكْبَانِ، فَقَدْمُونِي يَئِنَّ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا أَبْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعٍ سِنِينَ." (٥٤)

"جب نماز کا وقت آپ پہنچے تو ایک شخص اذان کہے، اور جسے زیادہ قرآن آتا ہو وہ امامت کرائے۔ تو لوگوں نے دیکھا اور انہیں مجھ سے زیادہ قرآن کا عالم نہ ملا کیونکہ میں قافلوں سے سیکھا کرتا تھا۔ سو انہوں نے مجھے امامت پر کھڑا کر دیا، حالانکہ اس وقت میری عمر صرف چھ یا سات برس تھی۔"

اس حدیث سے قاری خود ہی اندازہ کر سکتا ہے کہ جب چھ سالہ بچہ امامت کر سکتا ہے تو پھر وہ اگلی صفات میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ پچوں کو پچھلی صفوں میں دھکلینے میں میں بچے کی حوصلہ شنی، اس کے حق میں زیادتی اور نماز سے متضرر کرنا پایا جاتا ہے، اس لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ علاوه ازیں اگر سب پچوں کو آخری صفات میں جمع کر دیا جائے گا تو وہ آپس میں شرارتیں کریں اور کھلیلیں گے، جس سے ان کے مسجد میں آنے کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ تاہم اگر بچہ کسی جگہ تشویش اور پریشانی کا باعث بن رہا ہے، تو اس صورت میں اس کی جگہ بدلتی جا سکتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کی وضاحت: سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے نبی ﷺ کا فرمان مروی ہے:

"لَيْلَتِنِي، مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهُوِّ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْهُمْ ثَلَاثَةً، وَإِيَّاكُمْ وَهَيْسَاتِ الْأَسْوَاقِ" (٥٥)

"عقل مند اور باشبور لوگ نماز میں مجھ سے قریب ہوا کریں۔ پھر وہ جوان کے بعد ہوں، تین بار فرمایا۔ اور بازاری میں جوں (جس میں چھوٹے بڑے کافر نہ ہو) سے اجتناب کرو۔"

اور صحیح مسلم میں اسی حدیث سے قبل ابو مسعود انصاری کی حدیث بھی موجود ہے، جس کے الفاظ نہ کورہ بالا حدیث سے ملتے جلتے ہیں۔

جامع ترمذی میں عبد اللہ بن مسعود کی روایت ذکر کر کے بعد میں یہ بھی حصہ موجود ہے:

"وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَأْلِمَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، لِيَحْفَظُوا عَنْهُ" (۵۶)

"نبی کریم کو یہ پسند تھا کہ آپ کے قریب مہاجرین، پھر انصاری صحابہ کھڑے ہوں تاکہ وہ آپ سے سیکھ لیں۔"

تاہم اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے پچوں کو پچھلی صفوں میں بھیج دینا صحیح نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ باشدور لوگ کو مجھ سے قریب ہونا چاہیے، اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ مجھ سے نہ قریب ہوں مگر عقل و بصیرت والے لوگ، یعنی اس میں دوسرے لوگوں کے قریب کھڑے ہونے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ اہل بصیرت کو قریب آنے کی ترغیب ہے۔ یعنی وہ نماز میں جلد آئیں اور پہلے پہنچا کریں۔ نماز کھڑی ہونے کے وقت جو جہاں موجود ہے، اس کے لیے وہی جگہ مناسب ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مسجد میں تاخیر سے آنے کے باوجود اقامت کے بعد سب باشدور لوگوں کو آگے جمع ہونے کی دعوت دی جائے۔ دونوں باتوں میں معمولی سافر قہے جو تو جس سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ شیخ فوزان لکھتے ہیں:

"أَمَا مَا وَرَدَ فِي حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - مِنْ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: «لِيَلْنَيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهِيِّ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُنَّهُمْ». فَهَذَا لَا يَفِيدُ تَأْخِيرَ الصَّعَادَ عَنْ أَمَاكِنَهُمْ، وَإِنَّمَا هُوَ حَثٌ لِأُولَئِكَ الْأَحْلَامِ وَالنَّهِيِّ - وَهُمْ أَصْحَابُ الْعُقُولِ - عَلَى التَّقْدِيمِ لِيَكُونُوا وَرَاءَ الْإِمَامِ، لِتَبَيَّنَهُ عَلَى سَهْوِ إِنْ طَرَأَ، أَوْ اسْتَخَلَفَ أَحَدُهُمْ إِنْ احْتَاجَ إِلَى ذَلِكَ.

وَلَوْ كَانَ الْمَرَادُ النَّهِيُّ عَنْ تَقْدِيمِ الصَّبِيَّانِ لَقَالَ: لَا يَلْنَي إِلَّا أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهِيِّ." (۵۷)

"جہاں تک عبد اللہ بن مسعود کی اس روایت کا تعلق ہے جس میں کہا گیا کہ عقل مند اور صاحب بصیرت لوگ میرے قریب ہوا کریں، پھر ان کے مشابہ، پھر ان کے مشابہ... تو اس حدیث مبارکہ سے پچوں کو ان کی جگوں سے پیچھے کرنے کا مطلب نہیں نکلتا۔ بلکہ اس میں صاحب عقل و بصیرت لوگوں کو پہلے آنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ وہ امام کے پیچھے ہوں۔ تاکہ کسی امام کی کسی کوتاہی پر اس کو خبردار کر سکیں، یا ضرورت پڑنے پر فریضہ امامت سننجال سکیں۔ اگر اس حدیث سے مراد پچوں کو اگلی صفوں سے روکنا ہو تو اتویلوں کہنا چاہئے تھا کہ میرے قریب کوئی نہ ہو، سو اے عقل و بصیرت والے لوگوں کے۔"

پچوں کو صفت بندی میں مساوی حیثیت دینے کے حوالے سے راجح قول کا تذکرہ اور ہو چکا ہے، تاہم اہل علم میں دوسرा قول بھی پایا جاتا ہے، جس کی بنیادی دلیل یہی عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ہے جس میں صاحب عقل و بصیرت لوگوں کو امام کے قریب نماز پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کی حدیث عبد اللہ بن مسعود کی شرح میں فرماتے ہیں:

"فِي هَذَا الْحَدِيثِ تَقْدِيمُ الْأَفْضَلِ إِلَى الْإِمَامِ لِأَنَّهُ أَوْلَى بِالْإِكْرَامِ وَلِأَنَّهُ رُبِّمَا احْتَاجَ

الإمام إلى استخلافِ فيكون هو أولى ولأنه ينقطن لتبنيه الإمام على السهو لما لا ينقطن له
غيره ... ولا يختص هذا التقديم بالصلوة بل السنة أن يقدم أهل الفضل في كلٍّ مجمع إلى
الإمام وكثير المجلس كمجالس العلم والقضاء والذكر والمشاورة ومواقيف القتال وإمام
الصلوة والتدريس والإفتاء وإسماع الحديث ونحوها ويكون الناس فيها على مرأتهم في
العلم والدين والعقل والشرف والسنن والكتفاعة في ذلك الباب والأحاديث الصحيحة
متعاضدة على ذلك" (٥٨)

"اس حدیث میں افضل اور اس کے بعد افضل کو امام سے قریب کرنے کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ عزو اکرام کے زیادہ
لاقت ہیں۔ با اوقات امام کو دوسرے کو امام بناتا پڑ جاتا ہے تو وہ اس کے زیادہ لاقت ہیں۔ اسی طرح وہ امام کو کوتا ہی
پر متوجہ کرنے میں بھی دوسروں سے برتری رکھتے ہیں۔ اور یہ امر صرف نماز میں ہی آگے کرنے پر مختصر
نہیں، بلکہ مستحب یہ ہے کہ اہل فضل کو ہر جمیع میں امام اور سربراہ نشست کے قریب کیا جائے، جیسے علم و عدل کی
مجاہس ہوں یا ذکر و مشاروت کی، قتال کا موقع ہو یا نماز کی امامت کا، تدریس و فتویٰ کی بات ہو یا احادیث کو سنانے
وغیرہ کی۔ لوگوں کو ان میں عمل و دین، عقل و شرف، عمر اور مرتبہ کے مطابق ہونا چاہیے، اور احادیث صحیحہ اس
پر بہت روشنی ڈالتی ہیں۔"

اس حدیث کے ذکورہ بالا مفہوم کی تائید میں بعض صحابہ کا عمل بھی موجود ہے:
"... بَيْنَا أَنَا فِي الصَّفَّ الْمُقْدَمِ فِي الصَّفَّ الْمُقْدَمِ فَجَبَذَنِي رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِي جَبْدَةً فَنَحَّانِي، وَفَآمَ
مَقَامِي فَوَاللهِ مَا عَقَلْتُ صَلَاتِي، فَلَمَّا أَنْصَرَفَ إِذَا هُوَ أَبْيَ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ: يَا فَتَى، لَا يَسُؤْكُ
اللهُ، إِنَّ هَذَا عَهْدُ مِنِ النَّبِيِّ، وَإِنَّا إِلَيْهِ أَنْ تَلِيهُ..." (٥٩)

"میں مسجد میں پہلی صاف میں تھا کہ مجھے ایک شخص نے پیچھے سے کھینچا اور صاف اڈل سے دور کر کے میری جگہ
کھڑا ہو گیا۔ بخدا مجھے نماز کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ جب اس نے نماز ختم کی تو وہ سیدنا ابی بن کعب تھے۔ کہنے لگے:
اے بیجے! تجھے برانہ لگے، یہ نبی کریم ﷺ کی ہمیں تلقین ہے کہ ہم آپ سے قریب تر کھڑے ہوں..."

اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں دیگر صحابہ کرام ﷺ کا بھی یہ عمل مردی ہے:

"أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخطَّابَ كَانَ إِذَا رَأَى غَلَامًا فِي الصَّفِ أَخْرَجَهُ ... كَانَ زَرْ بْنَ حُبَيْشَ، وَأَبُو
وَائِلَ إِذَا رَأَوْنَا فِي الصَّفِ وَنَحْنُ صَبِيَّانٌ أَخْرَجُونَا ... وَأَنَّ عَبْدَالْكَرِيمَ بْنَ حَكِيمَ إِذَا رَأَى
صَبِيًّا فِي الصَّفِ أَخْرَجَهُ" (٤٠)

"سیدنا عمر بن خطاب جب بچوں کو صاف میں دیکھتے تو اسے نکال باہر کرتے۔۔۔ زر بن حبیش اور ابو واکل جب
ہمیں صاف میں دیکھتے، اور ہم پچے تھے تو ہمیں نکال دیا کرتے۔۔۔ عبدالکریم بن حکیم جب کسی پچے کو صاف میں
دیکھتے تو اس کو نکال دیتے۔"

اہم تنبیہ: بچوں کی صاف بندی کے بارے میں سنن ابو داود میں ایک مستقل عنوان باب مقام الصبیان من الصاف ہے جس
میں ابوالمالک اشعری کی یہ حدیث بیان کی گئی ہے:

"أَلَا أَحَدٌ مِّنْكُمْ يَصْلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمْ الْغِلْمَانُ، ثُمَّ صَلَّى لَهُمْ فَذَكَرَ صَلَاةَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا صَلَاةً" (۲۱)
”کیا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی نماز نہ بتاؤں، پھر نماز کھڑی کی، مردان کے پیچے کھڑے ہوئے اور پچوں نے ان مردوں کے پیچے صاف بندی کی۔ پھر کہنے لگے کہ ایسے تھی نماز۔“

پچوں کو نماز میں پیچے کرنے پر اس حدیث سے زیادہ تراست دلال کیا جاتا ہے لیکن یہ حدیث شہر بن حوشب نامی راوی کے ضعف کی بنا پر ناقابل استدلال ہے۔ علامہ البانی نے سنن ابو داود اور مشکوہ المصنف (حدیث نمبر ۱۱۱۵) میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اوپر مذکور پہلے قول کے دلائل زیادہ قوی ہیں، کیونکہ احادیث سے ان کی زیادہ تائید ہو رہی ہے جبکہ دوسرے قول کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی کوئی صریح حدیث نہیں، بعض صحابہ کے آثار ہی ہیں، جس کی استنادی حیثیت بھی کمزور ہے۔ اگر ابوالاک اشعری والی یہ آخری حدیث صحیح ثابت ہوتی جس میں نبی کریم کے عمل کو بیان کیا گیا ہے تو یہ قول فیصل ثابت ہوتی، لیکن اس کی سندی حیثیت کمزور ہے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین سے پوچھا گیا کہ کیا پچوں کو صاف سے پیچے کرنا حرام ہے تو فرمایا:

"الصَّحِحُ عَدْمُهُ إِبْرَادُ الصِّدَّقَةِ. عَدْمُ الصِّفَةِ وَلَا نَهَا فِيهِ اعْتِدَاءُ عَلَى حِقْدِ الْمُصْبِيِّ، وَكَسْرُ الْقَلْبِ، وَتَنْفِيرُهُ عَنِ الصَّلَاةِ، وَزِرْعًا لِلْبَغْضَاءِ وَالْحِقْدِ فِي قَلْبِهِ" (۲۲)
درست بات یہی ہے کہ پچ کو صاف میں اس کی جگہ سے پیچے کرنا درست نہیں۔ اور اس میں پچ کے حق میں زیادتی، دل شکنی، نماز سے تضرر ہونا اور دل میں غصہ پیدا ہونے وغیرہ جیسی قباحتیں پائی جاتی ہیں۔
ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"وَهَذَا الَّذِي ذَكَرْنَا فِي تَقْدِيمِ الرِّجَالِ، ثُمَّ الصَّبِيَّانِ، ثُمَّ النِّسَاءِ، إِنَّمَا هُوَ فِي ابْتِدَاءِ الْأَمْرِ، أَمَا إِذَا سَبَقَ الْمُفْضُولُ إِلَى الْمَكَانِ الْفَاضِلِ؛ بَأْنَ جَاءَ الصَّبِيُّ مِبْكَرًا وَتَقْدَمَ وَصَارَ فِي الصَّفَّ الْأَوَّلِ، فَإِنَّ الْقَوْلَ الرَّاجِحَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ - وَمِنْهُمْ جَدُّ شِيَخِ الْإِسْلَامِ أَبْنَ تَمِيمَةَ، وَهُوَ مَجْدُ الدِّينِ عَبْدُ السَّلَامِ - أَنَّهُ لَا يُعَقِّمُ الْمُفْضُولُ مِنْ مَكَانِهِ، وَذَلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ" (۲۳)

”جبات ہم نے مردوں کو آگے کرنے کے بارے میں ذکر کی ہے، پھر بچے، پھر عورتیں ہوئی چاہئیں، یہ نماز کے شروع کی بات ہے۔ تاہم جب کم فضیلت والا، افضل شخص سے پہلے آگیا، اور وہ یوں کہ بچہ پہلے مسجد میں آیا اور آگے بڑھ کر اس نے پہلی صاف میں جگہ حاصل کر لی تو اس وقت راح قول یہ ہے، جسے بعض اہل علم مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے دادا مجید الدین عبد السلام نے بھی پسند کیا ہے کہ کم فضیلت والے کو اس کے مقام سے پیچے نہ ہٹایا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کا تقاضا ہی ہے۔“

شیخ عبداللہ بن صالح الغوزان بھی اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَإِذَا تَقْدَمَ الصَّبِيَّانِ - وَلَا سِيَّمَا الْمُمِيزُونِ - إِلَى الصَّفَّ الْأَوَّلِ أَوْ كَانُوا وَرَاءَ الْإِمَامِ فَإِنَّهُ لَا يَنْبغي إِبْعَادُهُمْ - عَلَى الرَّاجِحِ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ - أَنْ إِيقَاءُهُمْ فِي أَمَانَتِهِمْ فِيهِ تَرْغِيبٌ لِهُمْ فِي الصَّلَاةِ، وَاعْتِيادِ الْمَسْجِدِ. أَمَا طَرْدُهُمْ وَإِبْعَادُهُمْ - كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ - فَهَذَا فِيهِ

حاذیر عدیدہ منها:..." (۶۳)

"جب باتمیز بچے امام کے پیچے پہلی صاف میں موجود ہوں تو علمائے راجح قول کی رو سے ان کو پیچھے کرنا درست نہیں۔ ان کو یہاں رہنے دینے میں نماز سے رغبت اور مساجد کی عادت پڑھانے کی قوی مصلحت ہے۔ اکثر لوگ

جو ان کو پیچے دھکیلے یادو کرتے ہیں تو اس وہ بہت سی قابل احتساب باتوں کا شکار ہوتے ہیں، مثلاً اولًا، یہ سلف صالحین کے طریقے کی خلاف ورزی ہے کیونکہ خواتین کو پیچھے کرنے وغیرہ کی طرح اگر یہ معروف اسلامی روایت ہوتی تو اس کا معمول پختہ ہوتا، اس میں کسی کا اختلاف نہ ہوتا۔ اگر بعض سلف کے بارے میں علم ہوا ہے کہ انہوں نے بچے کو پیچھے کر دیا تھا ایسا کسی صحابی کی رائے پر مو قوف ہے، یا ایسے بچے کے بارے میں ہو گا جو نماز کا شعور نہیں رکھتا اور اس میں فضول حرکات کرتا ہے۔ بلاشبہ بچے کو پہلی صاف سے اٹھادینے میں اس کا دل ٹوٹ جانے، نماز سے متفر ہو جانے اور مسجد سے بغض پیدا کر لینے کے خطرات ہیں حالانکہ شارع عزو جل تو ان کو نماز اور مساجد میں حاضری کی رغبت دلانا چاہتا ہے۔

ثانیاً، بچے اس طرح مسجد میں پیچھے ایک جگہ پر اکٹھے ہو جائیں گے، اور اس طرح زیادہ شرارتیں اور بے ہودگی کریں گے۔

ثالثاً، جس بچے کو کسی بڑے نے اٹھایا ہو گا تو وہ بچے ایسے شخص کو ناپسند کرے گا، اس سے کینہ پالے گا، اس کا برا تذکرہ کرے گا، کیونکہ چھوٹے عموماً ایسی باتوں کو آسانی سے نہیں بھولتے۔

اسی طرح بچوں کے مسجد میں آنے کے نماز کے علاوہ اور بھی مقاصد ہو سکتے ہیں، مثلاً بچہ چھوٹا ہے اور گھر میں نماز کے وقت اس بچے کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ سو نمازی اسے ساتھ لے آتا ہے۔ یا انسان بازار یا راستے میں ہے کہ نماز کا وقت آن لیتا ہے سو وہ اپنے بچے کے ساتھ مسجد چلا آتا ہے، اس طرح اور بہت سی صورتیں جو نماز کے اوقات میں پیش آسکتی ہیں۔"

ذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوا کہ مساجد کی انتظامیہ اور بزرگوں کو بچوں کو مسجد میں آنے سے نہیں روکنا چاہیے، ان کا خوش دلی سے استقبال کرنا چاہیے، مساجد میں بچوں میں آنا، مسلمانوں کی ان مبارک عادات میں سے ہے، جو نبی کریم ﷺ نے سکھائی اور اختیار کی ہیں۔ بچوں کی مسجد سے اجنبیت، اور دوری کے لفڑان کو اہمیت دینی چاہیے اور اس سلسلے میں مسجد کی نظافت میں اگر کوئی کمی واقع ہو تو اسے گوارا کرنا چاہیے۔ تاہم بچوں کو تربیت دینی چاہیے کہ وہ مسجد کی صفائی کا دھیان کریں، ان کی نگرانی ہونی چاہیے اور ان کو درست رویے کی تلقین کرنا چاہیے۔ مسجد میں آنے والے بچوں کا خوش دلی سے استقبال کرتے ہوئے، ان کے لیے ان کی عمر کے مناسب سرگرمی ہونی چاہیے جس کا باقاعدہ کوئی نگران ہو۔ اگر کوئی بچہ بہت ہی شریر ہو تو اس صورت میں اس کے نگران کو اخوند گریز کرنا چاہیے، اگر اس میں چھوٹی موٹی خامی ہے تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے اور گوارا کرنے کا رویہ اپنانا چاہیے جیسا کہ سیدنا حسن ؓ نے نبی کریم ﷺ کی کمر مبارک پر سوار ہو کر، نماز کا سجدہ لمبا کروادیا، اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے خطبہ جمعہ کے دوران خطاب نبوی کو منقطع کر دیا اور آپ ﷺ نے اسے ناپسند نہ جانا بلکہ خوش دلی سے قبول کیا۔

حوالہ جات

- ١- الاحزاب: (٣٣) ٢١
- ٢- الحشر: (٥٩) ٧
- ٣- بخاری، محمد بن اسحاق، الجامع الصحيح، كتاب الادب، باب رئحة الناس والبهائم، طبع دار السلام، رياض، رقم الحديث: ٢٠٠٨
- ٤- بخاري، ابو كبر، احمد بن حسین، السنن الكبرى، جماع أبواب سنته الوضوء وفرضه، باب كيفية التخليل، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م، رقم الحديث: ٣٦١ / ١٢٤
- ٥- السجستانی، ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داود، كتاب الصلوة، باب في رفع الصووت بالقراءة في صلاة الليل، الناشر: المكتبة العصرية، بيروت ، رقم الحديث: ١٣٣٢
- ٦- بخاری، الجامع الصحيح، ٢٧٠
- ٧- سنن ابو داود، رقم الحديث: ٨٣
- ٨- مسلم بن حجاج، صحيح، كتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب جواز حمل الصبيان في الصلوة، دار أحياء التراث العربي
- ٩- عقلاني، ابن حجر، احمد بن علي، فتح الباري شرح صحيح بخاري، ٢٧٢٠٢
- ١٠- مسلم بن حجاج ، صحيح، رقم الحديث: ٢٢٣، دارقطني، ابو الحسن، علي بن عمر، سنن دارقطني، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان الطبيعة الأولى ، م، رقم الحديث: ١٨٩٢
- ١١- البانی، محمد ناصر الدین، المشر المرتضیاب فی فقه السنن و الكتاب، الناشر: غراس للنشر والتوزیع، س، ن، ٢٦١/٢
- ١٢- بخاری، الجامع الصحيح، رقم الحديث: ٢٢٦، مسلم ، صحيح، رقم الحديث: ٢٣
- ١٣- شوكانی، محمد بن علي، نسل الاوطار، الناشر: دار الحديث، مصر، الطبيعة الأولى، ١٤١٣ هـ - ١٩٩٣ م
- ١٤- عن عائشة أنَّ النَّبِيَّ صَلَّى فِي حَمِيَّةٍ كَمَا أَعْلَمُ فَقَالَ شَعَالٌ شَعَالْتُنِي أَعْلَمُ هَذِهِ اذْهَبُوا إِلَيْهَا إِلَيْ أَبِي جَهْمٍ وَأَنُونِي يَأْنِي جَانِيَةً (صحیح بخاری: ١٠) "سیدہ عائشہؓ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسی قیصیں میں نماز پڑھی، جس میں دھاریاں بنی ہوئی تھیں تو آپ بوئے ان دھاریوں نے مجھے نمازیں مشغول کر دیا، اس کو ابو جہنم کے پاس واپس لے جاؤ، اور انجانی پادر لا کردو۔"
- ١٥- نسائی، ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب، سنن نسائی، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، ١٩٨٢ م، رقم الحديث: ١٣٢٣
- ١٦- شیعیانی، احمد بن حنبل، تحقیق اشیخ شعیب الارناؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، ٢٠٠١ م، رقم الحديث: ١٩٦١١
- ١٧- شیعیانی، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، رقم ١٠٤٥٩
- ١٨- بخاری، الجامع الصحيح، رقم الحديث: ٣٧٣٦
- ١٩- نسائی، سنن، رقم الحديث: ١١٢٩
- ٢٠- بخاری، الجامع الصحيح، رقم الحديث: ٥٣٣، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٠٠٨

- ٢١ - ابن حجر، فتح الباری، ٣٢٣/٢، رقہ الحديث: ٢٥٠
- ٢٢ - ابن حجر، فتح الباری، ٣٢٥/٢
- ٢٣ - البانی، محمد ناصر الدین، الشمر المستقطب، ٧٦١/٢
- ٢٤ - البانی، محمد ناصر الدین، الشمر المستقطب، ٧٦١/٢
- ٢٥ - القزوینی، ابن ماجہ، ابو عبد الله، محمد بن زید، الناشر: دار إحياء الكتب العربية، فصل عیسیٰ البانی ، سنن ابن ماجہ، رقم الحديث: ٧٥٠
- ٢٦ - طبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، الحجۃ الكبير، دار المشر: مکتبۃ ابن تیمیہ، القاهرة، الطبعۃ الثانية، ١٥٧/٢٢، رقم الحديث: ١٣٦
- ٢٧ - طبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، مسند شامیین، الحجۃ: حمید بن الجبید الساقی، الناشر: مؤسسة الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولى، ١٣٠٥ - ١٩٨٣: ق، رقم ٣٣٨٥
- ٢٨ - هو الحديث الذي في إسناده راوٍ فحش غلطه، أو كثرت غفلته، أو ظهر فسقه (عستقانی، ابن حجر، خاتمة الفکر، ص ٢٧)
- ”ابنی حدیث جس کی سدیں بے تحاشا غلطیاں کرنے والا، غفلت شعار اور گناہ گار راوی موجود ہو۔“
- ٢٩ - البانی، محمد ناصر الدین، الشمر المستقطب فی فقہ السن و الكتاب، ٥٨٢/٢
- ٣٠ - ابن تیمیہ، ابوالعباس، احمد بن عبد الحکیم، اقامۃ الدلائل علی عموم المسائل، الناشر: دار المعرفة، بیروت، لبنان، ص ٣
- ٣١ - ذہبی، ابو عبد الله، محمد بن احمد، میزان الانعدال، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت، لبنان، الطبعۃ الأولى، ١٩٣٣، ١/١
- ٣٢ - ابن کثیر، ابوالغفار، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، الحجۃ: سعی بن محمد سلامۃ، الناشر: دار طیبة للنشر والتوزیع، ١٩٩٩، ٦/٢
- ٣٣ - بوصیری، احمد بن ابوکبر، مصباح الزجاج فی زوائد ابن ماجہ، ١/١، رقم ٢٦٥
- ٣٤ - ابن الی شیبہ، ابوکبر، عبد اللہ بن محمد، مصنف ابن الی شیبہ، الناشر: کتبۃ الرشد، الریاض الطبعۃ الأولى، ١٤٣٠، ٩/١
- ٣٥ - صنعاوی، ابوکبر، عبد الرزاق بن حمام، مصنف عبد الرزاق، الناشر: لمجلس العلی، المکتب الاسلامی، بیروت، ١٤٢٧، ١/١، رقم ١٤٣٠
- ٣٦ - ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ٢/٢، زیر آیت: رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله
- ٣٧ - البانی، محمد ناصر الدین، الشمر المستقطب، ٧٦٢/٢
- ٣٨ - شیبانی، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ٣٦٩/١١، رقم الحديث: ٦٧٥٦
- ٣٩ - ابو عبد الله، محمد بن احمد، من الحلیل شرح مختصر الحلیل، الناشر: دار الفکر، بیروت، طبعۃ بدون تاریخ النشر، ١٩٨٩، ١/١
- ٤٠ - مالک بن انس، المدون، الناشر: دار الکتب العلیۃ الطبعۃ الأولى، ١٤١٥هـ - ١٩٩٣م، ٢٥٢/١، مواہب الحلیل، ٥/٥، رقم ٣٢٣/١٦
- ٤١ - البانی، محمد ناصر الدین، الشمر المستقطب، ٧٥٢/٢
- ٤٢ - ابن حجر، فتح الباری، ٣/٢٧٨
- ٤٣ - نووی، شرح صحیح مسلم، ٢١٨/٢
- ٤٤ - ابن حجر، فتح الباری، ٢٧٦/٢
- ٤٥ - شوکانی، نیل الاوطار، ١٢٩/٣
- ٤٦ - البانی، محمد ناصر الدین، الشمر المستقطب، ٧٦١/٢

-
- ٣٧ - الجموع، ٧٦٢
- ٣٨ - شیخ نوران، مقالہ حضور الصیبان المساجد، <http://www.alfuzan.islamlight.net/index.php?option=content&task=view&id=٢٩٠٣&Itemid=٢٥>
- ٣٩ - ايضاً
- ٤٠ - بخاری، الجامع الصحيح، ٣٨٠، صحیح مسلم، ٦٥٨.
- ٤١ - ابو داود، سنن، رقم الحدیث: ١٣٠
- ٤٢ - بخاری، الجامع الصحيح، ٢٢٢٩، صحیح مسلم، ٢١٧٧
- ٤٣ - نووی، ابو ذکریا یحییٰ بن شرف، المنهج شرح صحیح مسلم، الناشر: بیروت، ١٣٩٢ھ، زیر حدیث ٢١٧٧... ١٦٠/١٣... ٢١٧٧
- ٤٤ - بخاری، الجامع الصحيح، ٣٣٠٢
- ٤٥ - مسلم بن حجاج، صحیح، ٣٢٣/١، رقم الحدیث: ٢٣٢
- ٤٦ - ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، الحدیث: بشار عواد معروف الناشر: دار الغرب الاسلامی، بیروت، ١٩٩٨م، رقم الحدیث: ٢٢٨
- ٤٧ - مقالہ سابقہ.... بحواره أحكام القرآن ازان العربی، ١١١٦/٣
- ٤٨ - امام نووی ، المنهج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ١٥٥٨/٣
- ٤٩ - نسائی، سنن، ٨٨/٢، رقم ٨٠٨، قال الابنی: صحیح
- ٥٠ - یہ تینوں روایات مصدق ابن ابی شیبہ کے باب اخراج الصیبان من الصف میں ذکر ہوئی ہیں۔ رقم الحدیث: ٣١٦٧ تا ٣١٢٩... ١/٣٣ و اسی طرح ہے کہ یہ روایات ضعیف ہیں۔
- ٥١ - ابو داود، سنن، ٢٧٧
- ٥٢ - رسائل شیخ محمد العثیمین، جلد نمبر ١٣، احکام الصفوف... فتاویٰ ارکان الاسلام، سوال نمبر ٢٣٠
- ٥٣ - ابن عثیمین، محمد بن صالح، الشرح الممتع على زاد المستقنع، دار النشر: دار ابن الجوزی الطبع الاولی، ١٣٢٨ - ١٣٢٢ھ، ٢١/٣
- ٥٤ - شیخ نوران، مقالہ حضور الصیبان المساجد